سلسلہ بیانات
088

بیان جمعۃ المبارک

علماء، خطباء، طلبہ وطالبات اور ہر طبقہ کے لیے یکساں مفید

خصوصیات

- ہر بیان حالاتِ حاضرہ کے مطابق
- ہر بات مدلل اور باحوالہ
- لوگوں کی ذہنی سطح کے مطابق
- ہر بیان عملی پیغام سے مزین

موضوع

تذکرہ امامِ سیاست وتدبر





از قلم
مفتی محمد شکیل
فاضل ومتخصص فی الافتاء جامعہ مخزن العلوم خانپور

زیر سرپرستی
فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی محمد طاہر صاحب جالندھری حفظہ اللہ
رئیس دار الافتاء جامعہ مخزن العلوم عید گاہ خانپور

تاریخ
26 جنوری 2024 بمطابق ١٤ رجب ١٤٤٥ھ

0306-7656903

زیر انتظام ندائے قرآن سنٹر اسلام آباد

بیان کا اجمالی خاکہ

1۔ حضرت معاویہ کے بارے میں سبائی سازشیں
2۔ نام و نسب
3۔ ولادت باسعادت
4۔ حضرت امیر معاویہ کا حلیہ مبارک
5۔ اسلام کے دامن رحمت میں
6۔ فضائل و مناقب معاویہ رضی اللہ عنہ
7۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نظر میں
8۔ سیدنا امیر معاویہ، حضرت شیر خدا کی نظر میں
9۔ سیدنا علی، حضرت امیر معاویہ کی نظر میں
10۔ حضرت امیر معاویہ، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی نظر میں
11۔ حضرت معاویہ، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی نظر میں
12۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کبار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نظر میں
13۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کبار محدثین کی نظر میں
14۔ عہدے و مناصب اور حکومت
15۔ بطور حاکم خدمات
16۔ روایتِ حدیث
17۔ امام سیاست و تدبر سے گوئی کی سزا
18۔ وفات
19۔ 22 رجب کے کونڈے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی ھَدَانَا لِھٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ۔ اَمَّا بَعْد: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔[1]

وقَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ: اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّاوَاهْدِ بِهِ۔[2]

صَدَقَ اللہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنِ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

برادرانِ اسلام! جن لوگوں نے اسلامی تاریخ کا مطالعہ علمی سنجیدگی اور غیر جانبداری کے ساتھ کیاہے وہ خوب جانتے ہیں کہ یزید کی آڑ لے کر حضرت امیر المومنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو بدنام کرنے کے معاملہ میں دشمنانِ صحابہ کا ذہن شروع ہی سے مصروفِ تگ و تاز ہے۔ طرح طرح کے افسانے گھڑے گئے ہیں، نوع بہ نوع شوشے چھوڑے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ مسلسل اور پیہم پروپیگنڈے کے طوفانوں میں اچھے خاصے فہیم و دانا اور جدید تعلیم یافتہ طبقے کا دامن بھی تر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ وہ حضرت امیر معاویہؓ کی غلطیاں گنواتے اور انہیں دشمنِ اہلِ بیت سمجھتے ہیں۔

دشمنان صحابہ، سبائی ٹولہ نے سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسا ہمہ گیر پروپیگنڈہ کیاہے کہ حقائق خرافات کے انبار میں دب کر رہ گئے ہیں اور مسلمان نسلاً بعد نسل اس شر انگیز پروپیگنڈے سے اس حد تک متاثر ہوتے چلے گئے ہیں کہ مدت سے نہ صرف عامۃ المسلمین بلکہ بہت سے خواص کے احساسات بھی حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے عظیم و جلیل القدر اور کاتبِ وحی صحابی کے بارے میں ویسے باقی نہیں رہ گئے جیسے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں عموماپائے جاتے ہیں۔

-------------------حواشی اور حوالہ جات-------------------

1 التوبۃ، آیت:100

2 الجامع الصحیح للسنن والمسانید، 16/358

ہم تاریخی حقائق آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔ جذبات اور تعصب سے کنارہ کش ہو کر ٹھنڈے دل و دماغ سے ان پر غور کیجیے اور فیصلہ فرمایئے کہ جس معاویہؓ کو خانوادہ علی رضی اللہ عنہ کا دشمن سمجھا جاتا ہے، خود اہلِ بیت عظام، سیدنا امیر معاویہؓ کے بارے میں اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ خانوادہ علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہتے اور سوچتے ہیں اور ان کے آپس میں کتنے گہرے مراسم اور تعلقات ہیں اور وہ ایک دوسرے کی کس قدر عزت و تکریم کرتے ہیں۔

نام و نسب

آپ کا اسم گرامی معاویہ بن ابوسفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی قرشی اموی تھا۔ اورآپ کی کنیت ابو عبد الرحمن، لقب خال المؤمنین یعنی مؤمنوں کے ماموں اور کاتبِ وحی رسول اللہ رب العالمین تھا، آپ کی والدہ ھند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں۔[1]

ولادت باسعادت

نبی کریم ﷺ کے سن ولادت کے 34 سال بعد حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی اور نبی کریم ﷺ کی ولادت مشہور قول کے مطابق عام الفیل میں ہوئی۔[2]

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے کو مروجہ تمام علوم وفنون سے آراستہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار قریش کے ان 17 افراد میں ہوتا تھا جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

------------------حواشی اور حوالہ جات------------------

1 البدایۃ والنہایۃ، 1/1632، ط: دار ابن حزم

2 سیرۃ حلبیۃ، 3/405

وَكَانَ رَئِيسًا مُطَاعًا ذَا مَالٍ جَزِيلٍ۔[1]

آپ اپنی قوم کے سردار تھے، آپ کے حکم کی اطاعت کی جاتی تھی اور آپ کا شمار مال دار لوگوں میں ہوتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ سے نسبتی قرابت

حضرت امیر معاویہ کے نسب پر نظر ڈالنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ آپ کا سلسلہ نسب والد اور والدہ دونوں کی طرف سے پانچویں جگہ پر عبد مناف سے مل جاتا ہے، اور عبد مناف وہ بزرگ ہیں کہ جن کا نام نبی کریم ﷺ کے سلسلہ نسب میں چوتھے نمبر پر آتا ہے۔یعنی محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔

صحابی خاندان

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو جس خاندان سے تعلق ہونے کا شرف حاصل ہے وہ صحابی خاندان ہے۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہ خود صحابی رسول ﷺ ہیں، پھر ان کے والد ابوسفیان اور والدہ ھند، پھر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی یزید بن ابی سفیان اور عتبہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنھم یہ سب صحابیت کے شرف سے مشرف ہیں۔ اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہنیں ام المؤمنین ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان، ام الحکم بنت ابی سفیان اور عزہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنھن کو بھی صحابیہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔[2]

حضرت امیر معاویہ کا حلیہ مبارک

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وضع قطع، چال ڈھال میں بظاہر شان و شوکت اور تمکنت مگر مزاج اور طبیعت میں زہد و تواضع، فروتنی، حلم بردباری اور چہرہ سے ذہانت اور فطانت

------------------حواشی اور حوالہ جات------------------

1 البدایۃ والنہایۃ، 8/23

2 تاریخ الِاسلام للذھبی، 4/308

مترشح تھی۔ آپ لحیم و شحیم، موٹی آنکھیں، گھنی داڑھی، گورے رنگ اور لمبے قد والے تھے، چہرہ نہایت وجیہ اور رُعب و دبدبے والا تھا۔ چہرے سے ذہانت اور فطانت مترشح تھی۔[1]

اسلام کے دامن رحمت میں

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں عمرۃ القضا یعنی 7 ہجری سے پہلے اسلام قبول کر چکا تھا مگر اپنی والدہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کے خوف سے مدینہ منورہ ہجرت نہیں کر سکا تھا کیونکہ وہ مجھے کہتی تھیں کہ اگر تو مدینہ کی طرف گیا تو ہم تیرا نفقہ بند کر دیں گے اور تجھ سے کوئی تعاون نہیں کریں گے۔[2]

اہل علم جانتے ہیں کہ عمرۃ القضا سنہ 7 ہجری میں پیش آیا تھا۔ البتہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے قبول اسلام کا باقاعدہ اعلان فتح مکہ سنہ 8 ھ کے موقع پر فرمایا۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَقُوْلُ: ثُمَّ لَمَّا دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ أَظْهَرْتُ إِسْلَامِي فَجِئْتُهُ فَرَحَّبَ بِي۔[3]

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جب فتح مکہ کا سال آیا تو میں نے اپنا اسلام ظاہر کیا اور میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے میرا استقبال کیا۔

مؤرخین کے مطابق اس وقت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عمر تقریباً 18 برس تھی۔ چنانچہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أسلم وهو ابن ثماني عشرة سنة، وكان يقول: أسلمت عام القضية، ولقيت رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فوضعت عنده إسلامي۔[4]

------------------حواشی اور حوالہ جات------------------

1 الإصابة في تمييز الصحابة، لابن حجر العسقلانی، 3/413، تحت معاوية بن أبي سفيان

2 الإصابة في تمييز الصحابة، 6/121

3 البداية والنهاية، 8/125

4 تاريخ بغداد، 1/574

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو وہ اٹھارہ سال کے تھے، وہ یہ کہا کرتے تھے کہ میں نے عمرۃ القضاء کے وقت اسلام قبول کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی اور آپ ﷺ کے سامنے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔

فضائل و مناقب معاویہ رضی اللہ عنہ

❖ صحبتِ رسالت کا شرف

فتح مکہ کے موقع پر اسلام کا اعلان کر کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اُن خوش نصیب اور مبارک ہستیوں میں شامل ہو گئے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے ہیں۔

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔[1]

اور مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ پہلے ایمان لائے، اور جنھوں نے نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سب سے راضی ہو گیا ہے، اور وہ اس سے راضی ہیں، اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بڑی زبردست کامیابی ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور نبی کریم ﷺ کے خاندان کے درمیان اسلام سے پہلے دوستانہ تعلقات تھے۔ یہی وجہ تھی کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے دارِ ابو سفیانؓ کو دارِ امن قرار دے دیا تھا۔ اور ابو سفیان کی صاحبزادی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا رسول کریم ﷺ کے حرم میں داخل تھیں۔

-------------------حواشی اور حوالہ جات-------------------

1 التوبۃ، آیت:100

❖ کاتبِ وحی

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو کتابتِ وحی کے لیے قابل اعتماد قرار دیا اور انہیں کاتبِ وحی مقرر فرمایا۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا:

اذْهَبْ فَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ " قَالَ: وَكَانَ كَاتِبَهُ۔[1]

جاؤ معاویہ کو بلا کر لاؤ۔ وہ (معاویہ رضی اللہ عنہ) نبی ﷺ کے لیے وحی لکھتے تھے۔

مشہور شیعہ عالم شیخ نعمت اللہ الجزائری کہتے ہیں:

وكذلك جعل معاوية من الكُتَّاب قبل موته بستة أشهر

"نبی کریم ﷺ نے اپنی وفات سے 6 ماہ پہلے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی مقرر فرمایا"۔[2]

ایک اور شیعہ عالم لکھتے ہیں:

سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول : قال رسول الله ﷺ – ومعاوية يكتب بين يديه

میں نے ابو جعفر علیہ السلام کو کہتے ہوئے سنا: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور معاویہ آپ ﷺ کے سامنے وحی کی کتابت کر رہے تھے۔[3]

چنانچہ کتب تاریخ سے یہ حقیقت بڑی وضاحت سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے 13 جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس منصب عظیم کے لیے مقرر کیا تھا۔ خلفاء راشدین اربعہ، عامر بن فہیرہ، عبد اللہ بن ارقم، ابی بن کعب، ثابت بن قیس، خالد بن سعید، حنظلہ

-----------------حواشی اور حوالہ جات-----------------

1 مسند احمد، رقم الحدیث: 3104، الجامع الصحیح للسنن والمسانید، 16/ 362

2 الأنوار النعمانية، 2/ 247

3 معاني الأخبار، في باب معنى استعانة النبي ﷺ بمعاوية في كتابة الوحي، / 346

بن ربیع اسلمی، زید بن ثابت، معاویہ بن ابی سفیان، شرحبیل بن حسنہ، جبکہ معاویہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سب سے زیادہ اس فریضہ کی ادائیگی کے لیے مختص تھے۔[1]

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قریش کے ان چند افراد میں سے تھے جو لکھنا اور پڑھنا جانتے تھے، اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے آپ کو کاتبِ وحی کے اہم منصب کی ذمہ داری عطا کی۔ آپ کو نہ صرف وحی کو لکھنے والے صحابہ کرام میں شامل کیا تھا بلکہ آپ ﷺ کی طرف سے جو فرامین اور خطوط جاری ہوتے تھے ان کو بھی آپ رضی اللہ عنہ ہی لکھا کرتے تھے جو کہ نبی کریم ﷺ کا آپ پر بھرپور اعتماد کا نتیجہ تھا۔

❖ خال المؤمنین

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز اور شرف حاصل ہے کہ آپ کی بہن حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی زوجہ مبارکہ تھیں جو تمام مؤمنوں کی ماں ہیں۔ اس لحاظ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مؤمنوں کا ماموں کہا جاتا ہے۔ حدیث صحیح میں ہے کہ حضرت ابو سفیان نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا:

يَا نَبِيَّ اللهِ ثَلَاثٌ أَعْطِنِيهِنَّ، قَالَ: نَعَمْ،قَالَ: عِنْدِي أَحْسَنُ الْعَرَبِ وَأَجْمَلُهُ، أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ، أُزَوِّجُكَهَا، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَمُعَاوِيَةُ، تَجْعَلُهُ كَاتِبًا بَيْنَ يَدَيْكَ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَتُؤَمِّرُنِي حَتَّى أُقَاتِلَ الْكُفَّارَ، كَمَا كُنْتُ أُقَاتِلُ الْمُسْلِمِينَ، قَالَ:نَعَمْ۔[2]

حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا، یا نبی اللہ ﷺ! تین انعام مجھ پہ کیجئے، میری حسین و جمیل دختر ام حبیبہ کو اپنے نکاح میں لے لیجئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے، معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنا کاتب بنا لیجئے، فرمایا: جی ٹھیک ہے، عرض کیا، مجھے امیر

------------------حواشی اور حوالہ جات------------------

1 خلاصة السير لأحمد بن عبد الله محمد الطبري، 349/

2 الصحيح لمسلم، بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، رقم الحديث:2501

لشکر بنا دیجئے تا کہ میں کفار سے اسی طرح قتال کروں، جس طرح مسلمانوں سے کیا تھا۔ فرمایا: ٹھیک ہے۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی نظر میں

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کے ہاں ایک خاص مقام حاصل تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے بہت سے مقامات پر آپ کو بشارت دی بلکہ آپ کے لیے دعا بھی فرمائی۔

❖ حساب کتاب اور عذاب سے محفوظ رہنے کی دعا

عَنْ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ – رضي الله عنه – قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ – صلى الله عليه وسلم – يَقُولُ: اللَّهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ، وَقِهِ الْعَذَابَ۔[1]

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا، آپ ﷺ معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے یہ دعا فرما رہے تھے: اے اللہ! معاویہ رضی اللہ عنہ کو کتاب و حساب کا علم عطا فرما اور اسے عذاب سے بچا لے۔

❖ ہادی و مہدی ہونے کی دعا

عبد الرحمن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے یہ دعا فرمائی:

اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّاوَاهْدِ بِهِ۔[2]

"اے اللہ! معاویہ کو ہدایت کا راستہ دکھانے والا، ہدایت یافتہ اور ان کے ذریعے انسانوں کی رہنمائی فرما۔

❖ حکومت کی پیش گوئی

------------------حواشی اور حوالہ جات------------------

1 الجامع الصحیح للسنن والمسانید، 16/359

2 الجامع الصحیح للسنن والمسانید، 16/358

نبی کریم ﷺ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کے بارے میں پیش گوئی فرمائی، چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرکے فرمایا:

يَا مُعَاوِيَةُ، إِنْ وُلِّيتَ أَمْرًا فَاتَّقِ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَاعْدِلْ۔[1]

اے معاویہ! اگر تو حاکم بن جاؤ تو تقوی اختیار کرنا اور عدل کرتے رہنا۔

❖ حکومت کی دعا

آپ ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں حکومت کی دعا کرتے ہوئے فرمایا:

اللهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ، وَمَكِّنْ لَهُ فِي الْبِلَادِ۔[2]

اے اللہ! معاویہ رضی اللہ عنہ کو کتاب کا علم سکھا اور اسے ملکوں کی حکومت عطا فرما اور اسے عذاب سے بچا۔

❖ حضرت معاویہ کو جنت کی بشارت

أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ البَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا۔[3]

سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت میں سب سے پہلا لشکر جو سمندری جنگ لڑے گا، بے شک اُن کے لئے جنت واجب ہے“۔

امت کا اجماع ہے کہ پہلے سمندری لشکر کے سربراہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ کیونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے سمندری جہاد کیا۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پہلے عہد فاروقیؓ میں بحری بیڑہ بنانے کی اجازت چاہی، مگر

------------------حواشی اور حوالہ جات------------------

1 مسند احمد، رقم الحدیث:16933

2 المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث:1066، فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل، رقم الحدیث:1750

3 الصحیح للبخاری، بَابُ مَا قِيلَ فِي قِتَالِ الرُّومِ، رقم الحدیث:2924

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سمندری مشکلات کے پیشِ نظر آپؓ کو اس کی اجازت نہیں دی۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپؓ کے عزم کامل اور شدید اصرار کو دیکھتے ہوئے اجازت دیدی۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پانچ سو جہازوں پر مشتمل بحری بیڑہ تیار کیا، جو کہ اسلامی افواج کی تاریخ میں سب سے پہلا بحری بیڑہ تھا۔ اور یہ بشارتِ نبوی کا عملی نمونہ تھا۔

❖ فاتح قبرص

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں گورنر شام کی حیثیت سے آپؓ نے روم کی سرحدوں پر جہاد جاری رکھا اور متعدد شہر فتح کیے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آپؓ نے عموریہ تک اسلام کا پرچم لہرایا۔ آپؓ کے جہادی کارناموں میں ایک عظیم کارنامہ قبرص کی فتح ہے، یہ شام کے قریب واقع حسین وزرخیز جزیرہ تھا جو کہ جغرافیائی حیثیت سے انتہائی اہمیت کا حامل تھا۔ یورپ اور روم کی جانب سے یہی جزیرہ مصر اور شام کی فتح کا دروازہ تھا۔ آپؓ نے 500 بحری جہازوں پر مشتمل بحری بیڑے کے ساتھ قبرص پر چڑھائی کی، اہل قبرص نے اتنے عظیم بحری بیڑے کو قبرص میں لنگر انداز دیکھا تو شروع میں کچھ شرائط پر صلح کرلی لیکن موقع پاتے ہی عہد شکنی کی اور رومیوں کو مدد فراہم کی، چنانچہ آپؓ نے دوبارہ حملہ کر دیا اور اس اہم جزیرے کو مسخر کر لیا۔ یہ اسلام کا پہلا بحری بیڑہ تھا۔

❖ دورِ معاویہ رضی اللہ عنہ میں دیگر فتوحات

آپ کا عہد امارت، اسلامی فتوحات سے عبارت ہے۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حاکم بنے تو انہوں نے رومن ایمپائر سے جہاد کا سلسلہ دوبارہ شروع کیا۔ اس وقت صورتحال یہ تھی کہ قیصر روم اپنی ترکی کی چھوٹی سی حکومت پر قانع نہ تھا اور ایشیا اور افریقہ میں اپنا اقتدار دوبارہ قائم کرنا چاہتا تھا۔ وہ کئی مرتبہ شام پر لشکر کشی کر چکا تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رومیوں کے مقابلے کے لیے دو افواج تیار کیں جو سردی اور گرمی کی افواج کہلائیں۔ اگر آپ تاریخ طبری میں حضرت معاویہ کے دور کا مطالعہ کریں تو ہر سال کے آغاز میں امام طبری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس

سال فلاں نے سردیوں کا جہاد کیا اور فلاں نے گرمیوں کا۔ حضرت معاویہ کی یلغاریں نہ صرف مغرب بلکہ مشرق میں بھی جاری رہیں۔

ٹائم لائن کی صورت میں حضرت معاویہؓ کی جنگی مہمات ملاحظہ کیجئے۔ چنانچہ 27ھ کو آپ بحری بیڑا لے کر قبرص کی جانب بڑھے اور مسلمانوں کی تاریخ میں پہلی دفعہ بحری جنگ لڑی۔ 28ھ میں قبرص جزیرہ فتح ہو گیا۔ 32ھ میں آپ نے قسطنطینیہ (استنبول) کے قریب کے علاقوں میں جہاد جاری رکھا۔ 33ھ میں افرنطیہ۔ ملطیہ اور رُوم کے کچھ قلعے فتح ہوئے۔ 35ھ میں آپ کی قیادت میں ذی خشب کا معرکہ شروع ہوا۔ 42ھ میں جنگ سجستان (موجودہ افغانستان اور پاکستان میں مشترک علاقہ) کی مہم ہوئی اور سندھ کا کچھ حصہ مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ 43ھ میں سوڈان فتح ہوا۔ 44ھ میں کابل فتح ہوا۔ 45ھ میں افریقہ پر لشکر کشی کی گئی، اور لیبیا اور الجزائر کے بعض علاقوں کی فتح ہوئی۔ 46ھ صقلیہ یا سسلی پر پہلی بار حملہ کیا گیا۔ 50 ھ میں قسطنطنیہ کی پہلی مہم شروع ہوئی۔ 54 ھ میں بخاریٰ فتح ہوا، اور قسطنطنیہ کی دوسری مہم شروع ہوئی۔ 56ھ میں سمرقند فتح ہوا۔[1]

سیدنا امیرِ معاویہ، حضرت شیر خدا کی نظر میں

جنگ صفین کے بعد کچھ لوگوں نے اہلِ شام اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنا شروع کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک گشتی مراسلہ اپنے زیر حکومت علاقہ کے لوگوں کو بھیجا۔ اس مراسلہ کو نہج البلاغہ کے شیعہ مصنف نے صفحہ 151 پر درج کیا ہے:

وكان بدءُ أمرِنا أنَّا التقينا والقوم من أهل الشام، والظَّاهر أنَّ ربنا واحد، ونبيّنا واحد، ودَعوتنا في الإسلامِ واحِدة، لا نستزيدُهم في الإيمان بِاللهِ والتَّصديق برسوله صلى الله عليه وآله وسلم ولا يستزيدُوننا، الأمرُ واحدٌ إلا ما اختلفنا فيه من دمِ عُثمانَ ونحن منه براء۔

-----------------حواشی اور حوالہ جات-----------------

1 تاریخ طبری:4/133

ہمارے معاملے کی ابتداء یوں ہوئی کہ ہمارا اور اور اہل شام (معاویہ) کا مقابلہ ہوا اور یہ بات تو ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا خدا ایک، ہمارا اوران کا نبی ایک، ہماری اور ان کی دعوت اسلام میں ایک، اللہ پر ایمان رکھنے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے میں نہ ہم ان سے زیادہ نہ وہ ہم سے زیادہ، پس معاملہ دونوں کا برابر ہے۔

صرف خونِ عثمان کے بارے میں ہم اور ان میں اختلاف ہوا اور ہم اس سے بری ہیں۔

❖ معاویہ میرے بھائی ہیں

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین کے موقع پر پوچھا گیا:

جو لوگ آپ کے مقابلے میں آئے کیا وہ مشرک ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ مشرک نہیں ہیں۔ پوچھنے والے نے کہا: کیا وہ منافق ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ منافق بھی نہیں ہیں۔ پوچھنے والے نے کہا: پھر آپ کی نگاہوں میں ان کی حیثیت کیا ہے؟

جواب میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِخْوَانُنَا۔[1]

معاویہ ہمارے بھائی ہیں۔

❖ مقتولینِ معاویہ کے بارے میں شیر خدا کا موقف

آپ تاریخ و سیرت اور احادیث کی کتب اٹھائیں اور پڑھیں آپ کی آنکھیں کھل جائیں گی کہ جو لوگ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے قیدی بن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ان میں سے کسی کا انتقال ہو گیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ انہیں غسل دیا جائے اور کفن دیا جائے، پھر انہوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ دونوں لشکروں کے مقتولین کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

-----------------حواشی اور حوالہ جات-----------------

1 السنن الکبری، رقم الحدیث:16752

قَتْلَانَا وَقَتْلَاهُمْ فِي الْجَنَّةِ۔[1]

ہمارے لشکر کے مقتول اور معاویہ کے لشکر کے مقتول سب جنت میں جائیں گے۔

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل شام کو اپنے جیسا ایماندار اور مسلمان اور ان کے مقتولین کو جنتی بتلائیں اور دشمنانِ صحابہ سبائی انہیں کافر اور منافق قرار دیں۔ اب فیصلہ آپ خود فرمائیں کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بات معتبر سمجھی جائے یا سبائی گروہ کی۔

سیدنا علی، حضرت امیرِ معاویہ کی نظر میں

اب ذرا تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھیے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کچھ اختلاف کے باوجود ان کا کتنا احترام کرتے تھے اور ان کے بارے میں کس قدر حسنِ ظن رکھتے تھے۔

تاریخِ اسلام کے اوراق میں آپ کو نظر آئے گا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین جنگ جاری ہے۔ منافقین کی شرارتوں، خباثتوں اور کارستانیوں کے نتیجے میں گھمسان کا رن پڑ رہا ہے کہ اس دوران قیصر روم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاقے پر قبضہ کرنے کا خطرناک منصوبہ بنایا۔ اس کا خیال تھا کہ مسلمان آپس میں دست و گریباں ہیں اور مجھے اس سے زیادہ مناسب موقع پھر کبھی میسر نہیں آئے گا۔ اس نے سوچا کہ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ اندرونی طور پر سخت مشکل میں ہیں ان کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ٹھنی ہوئی ہے، میرے اس اقدام سے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی خوش ہوں گے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو قیصر روم کے خطرناک اور زہریلے عزائم کی اطلاع ملی تو بے حد پریشان ہوئے۔ کیونکہ بیک وقت دو محاذوں پر جنگ لڑنا اور دو محاذوں پر جنگ جاری رکھنا ان کے لیے بہت دشوار اور مشکل تھا، مگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اس پریشانی اور اضطراب کو سیدنا معاویہ

-----------------حواشی اور حوالہ جات-----------------

1 مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث:37880

رضی اللہ عنہ کی للکار نے دور کر دیا۔

قیصرِ روم کے اس ارادے کی اطلاع جب حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو وہ بے چین ہو گئے اور اسی وقت ایک خط قیصر روم کے نام تحریر فرمایا جس کے ذریعے انہوں نے قیصر روم کی غلط فہمیوں کو اس خوبصورتی کے ساتھ دور کیا کہ خط لکھنے کا حق ادا کر دیا۔ خط کیا تھا؟ ایک موئثر ہتھیار تھا، پر مغز، موئثر اور جلال سے بھرپور، رعب و دہشت کا مجسمہ جسے پڑھ کر قیصر روم کے حواس اڑ گئے اور اوسان خطا ہو گئے۔ قیصر روم پر ایسی دہشت اور ایسا رعب طاری ہوا کہ اس کے قدم جہاں تھے وہیں رک گئے۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خط کا مضمون اور طرز تحریر کس قدر ایمان افروز اور کفر سوز ہے یہ ایک الگ حقیقت ہے، مگر خط کی ابتداء میں آپ نے جس تیز و تلخ، رعب دار اور جلال سے بھرپور لہجے میں قیصر روم کو مخاطب کیا ہے وہ انداز اپنی جگہ "اشداء علی الکفار" کی عملی تصویر ہے۔

خط کے آغاز میں تحریر فرمایا: اے لعنتی انسان! مجھے اپنے اللہ کی قسم ہے اگر تو اپنے ارادے سے باز نہ آیا اور اپنے شہروں کی طرف واپس پلٹ نہ گیا تو کان کھول کر سن!!! پھر میں اور میرے چچازاد بھائی تیرے خلاف صلح کر لیں گے۔ پھر تجھے تیرے ملک سے نکال دیں گے اور زمین باوجود وسعت کے تم پر تنگ کر دیں گے۔[1]

حضرت امیر معاویہ، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی نظر میں

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے وفات سے پہلے حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ بیٹا معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت سے نفرت نہ کرنا کیونکہ اگر تم نے ان کو ضائع کر دیا تو آپس میں کشت و خون دیکھو گے۔[2]

جب سبائیوں نے دیکھا کہ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا امیر معاویہ

-----------------حواشی اور حوالہ جات-----------------

1 البدایہ والنہایہ، جلد:8ص:119

2 تاریخ ابن کثیر، 8/131، شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید شیعی، 3/836

رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے خلافت ان کے سپرد کرنا چاہتے ہیں تو انہوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کیا۔ آپ نیزہ کے زخم کی تکلیف سے کراہ رہے تھے اور فرما رہے تھے: اللہ کی قسم میں معاویہ کو اپنے لیے ان لوگوں سے بہتر سمجھتا ہوں جو اپنے آپ کو میرا پیروکار کہتے ہیں انہوں نے میرے قتل کا ارادہ کیا، میرا خیمہ لوٹا، میرے مال پر قبضہ کیا۔[1]

زخم مندمل ہو جانے کے فوراً بعد امیر المومنین حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے مشورہ کے بعد فیصلہ کیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لینا ہی بہتر ہے چنانچہ آپ نے ربیع الاول 41ھ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے خلافت ان کے سپرد کر دی اور یہ صلح ڈر کر یا دب کر نہیں کی بلکہ آپ چاہتے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے لڑ سکتے تھے۔ آپ کے پاس چالیس ہزار فوج مرنے کو تیار تھی مگر آپ نے مسلمانوں کو خونریزی سے بچانے کے لیے اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت کا صحیح اہل سمجھ کر صلح کی تھی۔[2]

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے صلح کرنے سے حضرت رسول اکرم ﷺ کی یہ پیشینگوئی پوری ہو گئی جو آپ نے اس وقت فرمائی تھی جب حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بچے تھے:

إِنَّ ابْنِي هَذَا لَسَيِّدٌ، إِنْ يَعِشْ يُصْلِحْ بَيْنَ طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔[3]

کہ میرا یہ بیٹا سردار بیٹا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کروائے گا۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور خود نبی اکرم ﷺ کے نزدیک سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، صحابی رسول اور صاحبِ سیادت و فراست اور مدبر تھے۔

حضرت معاویہ، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی نظر میں

----------------حواشی اور حوالہ جات----------------

1 جلاء العیون، احتجاج طبرسی، 148/

2 الاستیعاب لابن عبد البر، 3/298

3 مسند احمد، رقم الحدیث: 20473

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلی تو سبائیوں نے جو صلح کے مخالف تھے حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو آمادہ کرنا چاہا کہ وہ بیعت ختم کرکے مقابلہ کریں لیکن آپ نے صاف انکار کردیا اور فرمایا:

ہم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلی، عہد کرلیا ہے، اب ہمارا بیعت توڑنا ممکن نہیں۔[1]

کتب تاریخ وسیر اس پر گواہ ہیں کہ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ دونوں بھائی اکثر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں جایا کرتے تھے وہ دونوں کی بہت عزت و تکریم کرتے، محبت و شفقت سے پیش آتے اور اپنے برابر تخت پر بٹھاتے اور ایک ایک دن میں ان کو دو، دو لاکھ درہم عطا کرتے۔ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ بدستور ان کی مجلس میں تشریف لے جایا کرتے اور روظائف اور عطایا حاصل کرتے۔[2]

حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ قسطنطنیہ کی جنگ میں شامل تھے جس کا امیر یزید بن معاویہ تھا۔ آپ پڑھ کر حیران ہوں گے کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بھانجی آمنہ بنت میمونہ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی زوجہ اولیٰ تھیں، اس لحاظ سے حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے داماد تھے۔[3]

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کبار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نظر میں

تاریخِ اسلام کے اوراق میں آپ کو بنو امیہ کے ایسے افراد بکثرت مل جائیں گے جنہوں نے اسلام کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کردیا۔ انہی عظیم الشان ہستیوں میں سے ایک عظیم، روشن اور عبقری شخصیت امیر المومنین معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما کی ہے جو کہ نہ صرف عالم وفقیہ

-----------------حواشی اور حوالہ جات-----------------

1 اخبار الطوال، 234/، رجال کشی، 102/

2 البدایہ والنہایہ، 8-150

3 طبری، 13/19

اور حلیم الطبع تھے بلکہ ایک خوددار، ذہین وفطین، قوی، نرم مزاج اور عادل بادشاہ بھی تھے۔

آیئے! ہم بتاتے ہیں کہ امام سیاست و تدبر کا صحابہ کرام کی نظر میں کیا مقام تھا:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”تم قیصر و کسریٰ اور ان کے رعب و دبدبہ کی بات کرتے ہو جبکہ تمہارے پاس معاویہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں“۔[1]

یہاں پر ایک مدبر اور دور اندیش صحابیِ رسول خلیفۂ ثانی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ اے لوگو: تم قیصر و کسریٰ کے رعب اور دبدبے سے خوف نہ کھاؤ کیونکہ تمہارے درمیان ایک شیر موجود ہے۔

اور اس شیر کی موجودگی میں اگر تم قیصر و کسریٰ کے رعب و دبدبے سے خوف زدہ ہوتے ہو تو یہ تعجب کی بات ہے۔یعنی وہ تمہاری شان اور تمہاری عزت و آبرو کا محافظ ہے۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں”: معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کو نا پسند نہ کرو، اللہ کی قسم اگر تم نے انہیں گم پایا تو تم ایسے سر دیکھو گے جو کندھوں سے اندرائن کی طرح گریں گے“۔[2]

اہلِ بیت کے فرزند ارجمند سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں:”ہم میں سے کوئی بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑا عالم نہیں“۔[3]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا رَأَيْتُ رَجُلًا كَانَ أَخْلَقَ لِلْمُلْكِ مِنْ مُعَاوِيَةَ۔[4]

------------------حواشی اور حوالہ جات------------------

1 المعجم الکبیر: 5/330، مرویات خلافۃ معاویۃ فی تاریخ الطبری، 83/

2 البدایۃ والنہایۃ: 11/430

3 مصنف عبد الرزاق، 3/20

4 الأمالي في آثار الصحابة للحافظ الصنعاني، رقم الحديث: 97

میں نے معاویہ سے زیادہ حکومت کے لیے مناسب (خلفائے راشدین کے بعد) کوئی نہیں دیکھا۔[1]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَسْوَدَ(2) مِنْ مُعَاوِيَةَ۔[3]

"میں نے نبی ﷺ کے بعد سب سے سخی اگر کسی کو دیکھا ہے تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔[4]

ابن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "معاویہ رضی اللہ عنہ شیر سے بڑھ کر جری اور بڑے بارعب انسان تھے، واللہ میں تو چاہتا ہوں کہ جب تک جبل ابو قبیس باقی رہے معاویہ بن ابی سفیان بھی ہم میں باقی رہیں"۔[5]

وہ اس وجہ سے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو ان کی وفات کے بعد حالات میں تبدیلی آنے کا خوف تھا۔[6]

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے زیادہ حق کے مطابق فیصلہ کرنے والا اگر کسی کو دیکھا ہے تو اس گھر والے یعنی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے"۔[7]

-----------------حواشی اور حوالہ جات-----------------

1 تاریخ دمشق، 62/121، وسند صحیح، مصنف عبدالرزاق، رقم الحدیث: 20985

2 قَالَ: "تَفْسِيرُهُ: أَسْخَى مِنْهُ۔ السنۃ لابی بکر بن الخلال، رقم الحدیث: 678

3 السنۃ لابی بکر بن الخلال، رقم الحدیث: 678

4 السنۃ لاَبکر بن خلال: رقم الحدیث: 678

5 البدایۃ والنہایۃ: 11/442

6 التاریخ الإسلامی: 17/27

7 تاریخ دمشق، 69/161

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”میں نے سب سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ اگر کسی کی نماز دیکھی ہے تو وہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں“۔[1]

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کبار محدثین کی نظر میں

جلیل القدر تابعی امام حسن بصری رحمہ اللہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے فرماتے ہیں: ”جب ان سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ وابن زبیر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہتے ہیں اور ان پر لعنت کرتے ہیں تو انہوں نے فرمایا: ”سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما پر لعنت کرنے والے خود اللہ تعالیٰ کی لعنت کے مستحق ہیں“۔[2]

امام احمد بن حنبل سے سوال کیا گیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہنا چاہیں گے جو یہ کہتا ہے کہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتبِ وحی اور خالُ المومنین نہیں مانتا اس لیے کہ انہوں نے امارت تلوار کے زور پر غصب کی؟ آپ نے فرمایا ”: یہ بہت بری اور گھٹیا بات ہے، ایسے لوگوں سے الگ رہا جائے، ان کے ساتھ نشست و برخاست نہ کی جائے اور انہیں لوگوں کے سامنے ننگا کیا جائے“۔[3]

عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا”: رسول اللہ ﷺ کی معیت میں معاویہ رضی اللہ عنہ کی ناک میں پڑنے والا غبار عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے بہتر اور افضل ہے“۔[4]

-----------------حواشی اور حوالہ جات-----------------

1 تاریخ طبری،، 6/245، الاصابہ: 6/155، معجم کبیر، ج19، ص305،

2 تاریخ دمشق ۵۹/۲۰۶

3 السنۃ للخلال: 2/434

4 منہاج السنۃ: 11/449

ابراہیم بن میسر الطائفی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے کسی انسان کو نہیں مارا سوائے ایک انسان کے جس نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دی تھیں انہوں نے اسے کئی کوڑے مارے۔[1]

امام سیاست و تدبر سے بد گوئی کی سزا

شمسُ الائمہ امام سَرخَسی رحمۃُ اللہِ علیہ نے مبسوط میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ امامِ جلیل محمد بن فضل الکماری رحمۃُ اللہِ علیہ، حضرت سیّدُنا امیر معاویہ رضیَ اللہُ عنہ کے خلاف بد گوئی اور عیب جوئی میں مبتلا ہو گئے تھے پھر ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ ان کے منہ سے لمبے لمبے بال نکل کر پاؤں تک لٹک گئے ہیں اور وہ ان بالوں کو اپنے پاؤں میں روندتے چلے جا رہے ہیں جبکہ زبان سے خون جاری ہے جس سے ان کو سخت تکلیف اور اذیت ہو رہی ہے، بیدار ہونے کے بعد انہوں نے تعبیر بتانے والے سے اس کی تعبیر پوچھی تو اس نے کہا: آپ کِبار صحابہ علیہمُ الرِّضوان میں سے کسی صحابی کی بد گوئی اور ان پر طعن کرتے ہیں، اس فعل سے بچئے اور اجتناب کیجئے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس سے فوراً تائب ہو گئے۔[2]

عہدے و مناصب اور حکومت

آپ رضی اللہ عنہ سنہ 18ھ سے سنہ 41ھ تک تقریباً 22 سال گورنری کے منصب پر فائز رہے۔ آپؓ نے تقریباً 20 سال تک بطور حاکم گذارے اور 64 لاکھ 65 ہزار مربع میل پر اسلامی حکومت کو قائم کیا۔

بطور حاکم خدمات

آپؓ کے دورِ حکومت میں فتوحات کا سلسلہ برق رفتاری سے جاری رہا اور قلات، قندھار، قیقان، ترمذ، شمالی افریقہ، سیستان، سمرقند، مکران، جزیرہ روڈس وارواڈ، کابل، صقلیہ سمیت مشرق

------------------حواشی اور حوالہ جات------------------

1 تاریخ دمشق، 64/145 وسند صحیح

2 المبسوط، 12/57

و مغرب شمال و جنوب کا علاقہ اسلام کے زیرِ نگیں آ گیا۔

آپؓ نے فوج کو دو حصوں میں تقسیم کیا، ایک موسم سرما میں اور دوسرا موسم گرما میں جہاد کرتا تھا۔

مردُم شماری کے لیے با قاعدہ محکمہ جاری کیا۔

بیت اللہ شریف کی خدمت کے لیے مستقل ملازم رکھے اور بیت اللہ پر دیباج و حریر کا خوب صورت غلاف چڑھایا۔

آپؓ نے سب سے پہلے اقامتی ہسپتال قائم کیا۔

تمام قدیم مساجد کی از سرِ نو تعمیر و مرمت، توسیع و تجدید اور تزئین و آرائش کی۔

نئے شہر آباد کیے اور نو آبادیاتی نظام متعارف کروایا۔

احکام پر مہر لگانے اور حکم کی نقل دفتر میں محفوظ رکھنے کا طریقہ ایجاد کیا۔

آپ کے دورِ حکومت میں ہی سب سے پہلے منجنیق کا استعمال کیا گیا۔

بحری بیڑے قائم کیے اور با قاعدہ بحری فوج بنائی اور جہاز سازی کی صنعت میں اصلاحات کیں اور با قاعدہ کارخانے قائم کیے۔ پہلا کارخانہ 54ھ میں قائم ہوا۔

امنِ عامہ برقرار رکھنے کے لیے پولیس کے شعبے کو ترقی دی، اور اسی طرح دار الخلافہ دمشق میں اور تمام صوبوں میں قومی و صوبائی اسمبلی کی طرز پر مجالسِ شوریٰ قائم کیں۔

روایتِ حدیث

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے 163 احادیث مروی ہیں۔ آپ سے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روایت کیا، جن میں ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابن عمر رضی اللہ عنہما، ابن زبیر اور ابو درداء رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

وفات

رجب المرجب سنہ 60ھ میں کاتبِ وحی، امیر البحر، جلیل القدر صحابیٔ رسول ﷺ، فاتح شام و قبرص اور تقریباً 20 سال تک 64 لاکھ مربع میل پر حکمرانی کرنے والے حضرت امیر معاویہ

نے 78 سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپؒ کی نماز جنازہ صحابیٔ رسول ﷺ حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپؓ کو دمشق کے مقبرہ باب الصغیر میں دفن کیا گیا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔[1]

22 رجب کے کونڈے

رجب ان چار مہینوں میں سے ایک ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے حرمت والے مہینے قرار دیا ہے مگر بد قسمتی سے بعض لوگوں نے اس کی حرمت و فضیلت کو نظر انداز کر کے اس کے ساتھ کچھ ایسی رسمیں وابستہ کرلی ہیں جن کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں، انہی رسموں میں سے ایک رسم "رسم کونڈا" بھی ہے جو اس مہینہ کی 22 تاریخ کو منائی جاتی ہے۔ اس دن پاکستان، ہندوستان، ایران ، بنگلہ دیش وغیرہ میں میٹھی چیز بنا کر کھائی، کھلائی، اور لوگوں میں بانٹی جاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ یہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی یومِ پیدائش ہے لہذا اُن کی ولادت کی خوشی میں یہ جشن منایا جاتا ہے ، اور اِسے "رجب کے کونڈے" یا "اِمام جعفر کے کونڈے" کا نام دِیا جاتا ہے۔ اور یہ کام عِبادت اور ثواب سمجھ کر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ کسی کی یومِ پیدائش پر خوشی یا کسی کے موت کے دِن پر سوگ منانے کا ثبوت رسول کریم ﷺ کی تعلیمات میں کہیں نہیں ملتا، اور نہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی زندگیوں میں اور نہ ہی تابعین، تبع تابعین، ائمہ کرام، فقہا اور محدثین کی زندگیوں یا کتابوں میں کوئی ذِکر ملتا ہے۔ یہ کام یقیناً دین میں سے نہیں ہیں، یہ مشرکوں اور کافروں کی نقالی ہے، اور رسول اللہ ﷺ کا اِشادِ گرامی ہے :

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہی میں سے شمار ہو گا۔

-----------------حواشی اور حوالہ جات-----------------

1 تاریخ طبری،، 6/245، الاصابہ: 6/155، معجم کبیر، ج19، ص305، رقم: 679، الاستیعاب، ج3، ص472)۔ رضی اللہ عنہاالثقات لابن حبان، ج1، ص436:

رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق لباس، طرز رہائش، عادات واطوار، رسم ورواج، کسی بھی معاملے میں کافروں کی مشابہت اور نقالی کرنا جائز نہیں، اور کسی کا یومِ پیدائش منانا مسلمانوں کی رسم نہیں۔ یہ دین مین نیا طریقہ ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ہمارے اس دین میں کوئی نیا طریقہ نکالا تو وہ مردود ہے۔

ثواب کی نیّت سے منایا جانے والا اس غیر شرعی دن اور عبادت کا مقصد امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی یومِ پیدائش کو قرار دیا جاتا ہے، حالانکہ شیعہ مؤرخین کے مطابق امام جعفر صادق رحمہ اللہ بروز جمعہ طلوع فجر کے وقت اور دوسرے قول کے مطابق منگل 17 ربیع الاول سن 80ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔[1]

ایک اور مقام پر شیعہ مؤرخین یوں لکھتے ہیں کہ "امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی یومِ وفات کے بارے میں دو قول منقول ہیں۔ بعض نے 15 رجب سن 148ھ اور بعض نے 25 شوال سن 148 ہجری بیان کیا ہے اور مشہور شیعہ مورخین اور سیرت نویسوں کے نزدیک دوسرا قول یعنی 25 شوال ہی معتبر ہے"[2]

سابقہ دونوں تاریخی روایات کے مطابق امام جعفر صادقؒ کی تاریخ پیدائش 17 ربیع الاوّل ہے 22 رجب نہیں۔ اور نہ ہی یہ ان کی تاریخِ وفات ہے بلکہ وہ بالاتفاق 15 رجب یا 25 شوال ہے، اب بتائیں یہ کونڈے کس خوشی میں بھرتے ہیں؟

در حقیقت 22 رجب 60 ہجری کے دن کاتبِ وحی اور آپ ﷺ کے برادرِ نسبتی امّ المؤمنین حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی

-----------------حواشی اور حوالہ جات-----------------

1 تاج المواليد، علامه طبرسي، ص 43؛ زندگاني چهارده معصوم، ترجمه اعلام الوري للطبرسی، ص 376، منتهي الامال، شيخ عباس قمي، ج 2، ص 120

2 وقايع الأيام، شيخ عباس قمي، ص: 81؛ منتهى الآمال، ج 2، ص: 155

تھی۔[1]

چنانچہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی پیدائش کا دھوکہ دے کر سیدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی موت کے جشن میں شامل کرتے ہیں اور دانستہ بغضِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے اظہار کیلئے خوشی مناتے اور حلوہ پوری کے کونڈے بھر بھر کر تقسیم کرتے ہیں جبکہ دیگر لوگوں کی کثیر تعداد بلا سوچ سمجھے، نادانستہ ان کی خوشی میں شریک ہوجاتی ہے،یہ رسم بدعت ہے اور منافقین، دشمنانِ صحابہ کی طرف سے مسلمانوں میں داخل کی گئی ہے۔اِس کا مقصد صحابہ رضوان اللہ علیہم سے اظہارِ بُغض اور نفرت کے عِلاوہ اور کچھ نہیں ہے۔22رجب کے دن اور رسم کو محض پردہ پوشی کے لیے حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ کونڈے بھرنے سے پہلے ذرا سوچ لیں کہ 22رجب کس کی وفات کا دِن ہے؟

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و سنت کے مطابق حق کو پہچاننے اور اُسے قبول کرکے اُس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور اسلامی حمیت اور رسول اللہ ﷺ کے اہلِ بیت یعنی اُمہات المؤمنین اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی سچی محبت کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

-----------------حواشی اور حوالہ جات-----------------

1. 1 تاریخ طبری